حضرت مولینا حافظ محمد بنیامین صاحب
شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن

تذکرہ محدثین
قسط ۳

امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ اور ان کی الجامع الصحیح

اور اس وقت میں نے مجلس حدیث قائم کی جب اہل الرائے کی کتب کو مکمل طور پر دیکھ لیا اور اہل بصرہ کے شیوخ کی ایک روایت بھی ایسی نہیں جس کو میں نے نہ لکھا ہو۔ وراق بخاری کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاریؒ سے سنا۔ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا انسان محتاج ہو۔ مگر وہ کتاب و سنت میں موجود نہ ہو۔ یہ امام بخاری کی ذہانت، فقاہت اور حفظ کی بیّن دلیل ہے۔ اور زمانے میں ہر مسئلہ کی معرفت کتاب و سنت سے ممکن ہے۔

معرفت علل حدیث

احمد بن حمدون کہتے ہیں۔ میں نے امام بخاریؒ کو ایک جنازہ میں دیکھا اس وقت محمد بن ذہلی آپ سے اسماء اور علل کے متعلق سوال کرتے تھے۔ امام بخاریؒ ان کے جوابات میں اس طرح گذر جاتے جیسے ایک تیر شکار سے گذر جاتا ہے۔ گویا قل ہو اللہ پڑھ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کسی راوی کو امام بخاریؒ کا اپنی الجامع الصحیح میں داخل کرنا اس کے ثقہ عادل اور حافظ ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ معرفت علل میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ جو امام مسلمؒ کو بھی حاصل نہیں۔ ایک دفعہ امام بخاریؒ کی مجلس میں یہ حدیث پڑھی گئی۔

"کفارۃ المجلس ان یقول سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان
لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک"

اس حدیث کی سند ابن جریج عن موسیٰ بن عقبہ عن سہیل بن ابی صالح عن ابیہ عن ابی ہریرۃ ذکر کی گئی۔ امام مسلمؒ بھی موجود تھے۔ انہوں نے کہا اس سند سے اس حدیث لکھتے دنیا میں کوئی اور بھی سند افضل ہو سکتی ہے۔ امام بخاریؒ نے جواب دیا ظاہراً تو افضل ہے۔ لیکن یہ معلوم ہے۔ اس میں علت خفیہ ہے۔ مسلم یہ جواب سن کر حیران رہ گئے۔ اور اصرار کیا کہ علت بتائی جائے۔ امام بخاریؒ نے کہا استر ما ستر اللہ یعنی اس کو پردہ میں رہنے دو لیکن امام مسلم کا ذوق

طلب اس حد تک پہنچ گیا۔ کہ قریب تھے کہ رو پڑیں۔ اس وقت امام بخاریؒ نے کہا کہ اس میں علت یہ ہے کہ موسیٰؒ بن عقبہؒ کا سہیلؒ سے سماع نہیں ہے۔ اس لیئے یہ حدیث منقطع ہے۔ اور اس حدیث کی اعلیٰ سند ایک اور ہے۔ لیکن وہ مرسل ہے یعنی موسیٰ بن اسماعیل حدثنا وہیب حدثنا موسیٰ بن عقبہ عن عون بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفارۃ المجلس الخ۔ یہ سن کر امام مسلمؒ نے آگے بڑھ کر امام بخاریؒ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ اور کہا:

یا استاذ الاساتذہ وسید المحدثین وطبیب الحدیث فی علله دعنی حتی اقبل رجلیک (مقدمہ فتح الباری)

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ میں نے عراق اور خراسان میں علل فی الحدیث تاریخ اور معرفۃ الاسانید میں امام بخاریؒ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ احادیث کے متون سے ہی امام بخاریؒ واقفیت نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ ان کی اسانید کے رجال کے حالات سے بھی پوری طرح مہارت رکھتے تھے۔ ایک دفعہ امام بخاریؒ اپنے استاد امام اسحاقؒ بن راھویہؒ کی مجلس میں تھے۔ کہ انہوں ایک حدیث کی سند میں عطاؒ کیخارانی کا ذکر کیا۔ اور ساتھ ہی استاد نے سوال کیا کہ کیخاران کیا ہے۔ کوئی جواب نہ دے سکا۔ امام بخاریؒ نے جواب دیا:

"ھی قریۃ من یمن ارسل الیھا معاویۃؓ صحابیا سمع منہ عطاء ھذا۔"

یعنی کیخاران یمن کی ایک بستی کا نام ہے، جس کی طرف حضرت معاویہؓ نے ایک صحابیؓ کو بھیجا تھا۔ جس سے حضرت عطاءؒ نے سنا تھا۔ امام قتیبہؒ سے کسی نے طلاق سکران کے متعلق فتویٰ پوچھا۔ اُدھر سے امام بخاریؒ بھی آداخل ہوئے۔ امام قتیبہؒ ان کو دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ کہ یہ امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحاقؒ بن راہویہ اور امام علیؒ بن المدینی آ گئے ہیں۔ ان سے سوال کر لیں۔ عللِ حدیث میں یہ ایک مقام رکھتے تھے۔ کہ ان کے شیخ محمدؒ بن سلام بیکندی اپنی کتب تصحیح کے لیئے امام بخاریؒ کو پیش کرتے تھے۔ اور امام دارقطنیؒ جیسے ناقد فرماتے ہیں:

لولا البخاری لما ذھب مسلم ولا جاء وای شئ وضع مسلم انما اخذ کتاب البخاری فعمل علیہ مستخرجا وزاد فیہ زیادات (مقدمہ)

یعنی اگر بخاریؒ نہ ہوتے۔ تو مسلمؒ کا کوئی مقام نہ ہوتا۔ امام دارقطنیؒ نے اگرچہ بخاریؒ کی

چند احادیث پر تنقید کی جس کا جواب حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں مفصل طور پر ذکر کیا ہے۔ اس تنقید کا اجمالی جواب یہ ہے۔ کہ صحیح اور معلل حدیث کی معرفت میں بخاریؒ کو سب سے مقدم مقام حاصل ہے۔ اور بخاریؒ نے علل حدیث کا علم امام علیؒ بن المدینی سے حاصل کیا ہے۔ جو وقت کے امام تھے۔ جن کے متعلق بخاریؒ ذکر کرتے ہیں۔

ما استصغرت نفسی عند احد الاعند علی بن المدینی

جب علیؒ بن المدینی کو ان کا یہ قول پہنچا تو فرماتے تھے کہ واللہ ما رای مثل نفسہ "ان کی مثل یعنی بخاریؒ کی مثل میں بھی نہیں ہوں۔ یہ بخاریؒ کا قول تواضع کی بنا پر دوسرے استاذِ علل میں امام محمدؒ بن یحییٰؒ ذہلی ہیں۔ وہ بھی امام زہریؒ کی احادیث کی علل میں اعلم عصرہ میں ان سے بھی بخاریؒ نے علمِ علل کو حاصل کیا۔ اس بنا پر جن احادیث کو بخاری نے اپنے الجامع الصحیح میں داخل کیا ہے اور دوسروں نے اس پر جرح کی ہے۔ تو ان کا قول سب کے نزدیک فن عللِ حدیث میں تقدم حاصل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ ابوالحسنؒ المقدسی فرماتے ہیں کہ جس کو روایت میں سے بخاریؒ نے ذکر کیا ہے " قدجاوز القنطرۃ "، یعنی اس راوی نے پل کو عبور کر لیا ہے۔ اس میں قیل وقال کی طرف التفات نہیں ہوگی —— نعم، قال الشاعر

انک قد بلغت الی مکان علیہ تحدالحدق القلوب

امام دارمیؒ کو ایک دفعہ ایک حدیث کے متعلق پوچھا گیا۔ کہ اس حدیث کو بخاریؒ نے صحیح کہا ہے۔ فرمانے لگے محمد بن اسماعیل البصر منی واکیس خلق اللہ (مقدمہ)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایک استادسے میں نے اسیّ ہزار احادیث کو حاصل کیا لیکن وہ شخص بعض اسباب کی بنا پر محل نظر ٹھہرا تو میں نے اس کی تمام احادیث کو چھوڑ دیا۔ علل خفیہ پر واقف ہونے کا علم یہ بخاریؒ کو ہی اللہ تعالیٰ نے عطا کیا تھا جس کے سامنے بڑے بڑے شیوخ کی بھی گردنیں جھک جاتی تھیں۔

عللِ حدیث میں دقتِ نظر کا یہ مقام ہے کہ حمادؒ بن سلمہ اور سہیلؒ بن ابی صالح کو باوجود اس کے کہ محدثین کے نزدیک وہ جلیل القدر ہے۔ اور بڑی شان رکھتے ہیں۔ لیکن بخاریؒ نے چھوڑ دیا ہے اور ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ حمادؒ بن سلمہ کے ایک عزیز کے متعلق ان کو پتہ چلا تھا کہ وہ حمادؒ بن سلمہ کی حدیث میں دوسری حدیث کو بھی ملا دیتے ہیں۔ اس لیئے شبہ پیدا ہو گیا۔ اور سہیل کے سماع میں

کلام ہے۔ اس بنا پر دونوں کو ترک کر دیا ہے۔ وسعت انسانی میں اس سے اور بڑا احتیاط نہیں ہے
اسی بنا پر ان کو امیر المومنین فی الحدیث، اور امام المحدثین کے لقب سے ملقب
کیا گیا اور ان کی ہر لکھی ہوئی احادیث اور جانچے ہوئے راویوں پر کمال وثوق کیا گیا
بلکہ ان کی قدر و منزلت نہ سمجھنے والوں کو "متبع غیر سبیل المومنین قرار دیا گیا (حجۃ اللہ)
فن عللِ حدیث اس قدر مشکل فن ہے۔ کہ اس میں رواۃ کے موالید و فیات تاریخی واقعات سلسلہ شاگردی استاذی رواۃ کی رحلت ان کی سکونت، استاذ شاگرد کا لقاء ایک حدیث کی متعدد سندوں کا پتہ، ان تمام امور سے واقفیت ضروری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بخاری کو ان میں مہارت تامہ عطا کی تھی۔ ابو احمد اعمش کہتے ہیں۔ ایک دن نیشاپور میں امام محمد بن اسماعیل بخاری کی خدمت میں حاضر ہوا، امام مسلمؒ نے ایک معلق حدیث کے ابتدائی الفاظ پڑھ کر سوال کیا کہ آپ کے پاس اس حدیث کی سند ہو تو آپ اس کو متصل بنا دیں۔ حدیث معلق یہ تھی۔

عبید اللہ بن عمر عن ابی زبیر عن جابر قال
بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سریۃ
ومعنا ابو عبیدہ الخ

عبید تابعی ہیں اس کے نیچے کے رواۃ کا تذکرہ چھوڑ دیا گیا۔ امام بخاریؒ نے اسی وقت حدیث کو متصل الاسناد پڑھ دیا۔

حدثنا ابن ابی ادریس حدثنی اخی عن سلمان بن
بلال عن عبید اللہ الخ

امام بخاری کے اس فن میں کمال دستگاہ رکھنے پر ان کے شاگرد رشید امام ترمذیؒ نے جو شہادت دی ہے۔ وہی کافی ہے۔ کتاب العلل میں امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔ کہ جامع ترمذی میں جس قدر میں نے حدیثوں کی علل بیان کی ہیں۔ یا رجال اور تاریخ میں کلام کی ہے۔ اکثر حصہ اس کا امام بخاریؒ کی تاریخ سے لکھا ہے۔ اور امام ترمذیؒ فرماتے ہیں۔

فن علل حدیث میں بخاریؒ کا اخلاص اور تقوای

چونکہ یہ فن ظاہراً تو معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ رواۃ کی غیبت کرنا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ کیونکہ مقصد اس فن سے سنت رسول کی حفاظت کرنا ہے۔ اور اسے ملحدین کی بدتمیزی سے بچانا ہے۔ اس لئے یہ تمام کا تمام فن خیر ہی خیر ہے۔

امام بخاریؒ کے اخلاص اور تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ وہ اس طرح جرح کرتے ہیں جس سے یہ نہ معلوم ہو کہ اس کے ساتھ اپنی کوئی عداوت ہے۔ اس لیئے قلیل طور پر کسی پر وضاع اور کذاب کا لفظ اطلاق کرتے ہیں۔ تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ کسی متھم سے حدیث کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی نے آپ سے ایک حدیث کے متعلق سوال کیا جس میں تدلیس آنے کا گمان تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یا فلاں ترونی ادلس کیا تو میرے متعلق تدلیس کا گمان کرتا ہے۔ حالانکہ وہ فرماتے ہیں میں ایک شخص کی تدلیس کی بناء پر اس کی دس ہزار احادیث کو ترک کر دیا ہے۔ تاکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی طرح کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ اور اسی طرح ہم تک محفوظ ہو کر پہنچے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا۔

محل تہمت سے اجتناب

ماقبل واقعہ دلالت کرتا ہے۔ کہ بخاری تہمت سے کس قدر اجتناب کرتے تھے۔ علامہ عجلونی نے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ کہ امام صاحب کو تحصیل علم کے لیئے ایک سمندر کا سفر پیش آیا۔ آپ جہاز میں سوار ہوئے تو آپ کے پاس ایک ہزار اشرفیاں بھی تھیں۔ ایک شخص کا تعلق جہاز میں امام بخاریؒ کے ساتھ بہت قریب کا ہو گیا۔ اس نے آپ سے حسن عقیدت کا اظہار کیا۔ امام صاحب کی بھی توجہ اس پر ہو گئی اور اس کو اپنی اشرفیوں کی خبر دے دی۔ ایک دن ایسا ہوا۔ کہ ان کا یہ دوست صبح نیند سے اٹھا تو چیخنا شروع کر دیا۔ لوگ اس کی یہ حالت دیکھ کر بڑے متعجب ہوئے اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ہزار اشرفیوں کی ایک تھیلی تھی۔ وہ گم ہو گئی ہے۔ لوگ کشتی والوں کے پیچھے پڑ گیئے۔ اور ایک ایک کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ امام صاحب نے چپکے سے تھیلی کو سمندر میں پھینک دیا۔ جب کسی سے برآمد نہ ہوئی تو جہاز والوں نے اس کو بڑی ملامت کی۔ جب لوگ جہاز سے اترے تو وہ تنہائی میں امام بخاریؒ سے ملا اور پوچھا کہ آپ کی اشرفیوں والی تھیلی کہاں گئی؟ امام صاحب نے کہا کہ میں نے سمندر میں پھینک دی تھی۔ اس نے کہا کہ اس قدر اشرفیوں کے ضائع ہونے کو آپ نے کیسے گوارہ کر لیا۔ آپ نے فرمایا تیری عقل کہاں گئی ہے؟ میں نے تو اپنی تمام عمر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب میں ختم کر دی ہے۔ اور میری ثقاہت مشہور ہے۔ میں چند اشرفیوں کی وجہ سے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو داغ دار نہیں بنانا چاہتا تھا۔ اس طرح ایک عظیم ذخیرہ بے فائدہ ہو کر رہ

جاتا۔ یہ واقعہ اس پر دال ہے کہ وہ تہمت سے بہت اجتناب کرتے تھے۔ اس لیئے وہ غیر ثقہ کو اپنی کتابیں پکڑایا بھی نہیں کرتے تھے۔ خود بخاریؒ فرماتے ہیں

مدد کاسمہ مدد لا ابالی ان یکون کتبی عندہ لا عندی

یعنی مدد اپنا مصداق خود ہے۔ ان کے پاس میری کتب کے آنے میں مجھے کسی قسم کا شک نہیں، یعنی متہم کو اپنی کتابیں پکڑانا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے

اس کامل احتیاط اور خداداد استعداد کی بنا پر امام بخاریؒ نے سنت نبوی کو غالین اور مبتدعین کی تاویلات اور تحریفات سے خالص کیا۔۔۔۔ نعم، قال الشاعر

اولٰئک ابائی فجئنی بمثلھم اذا جمعتنا یا جریر المجامع

بخاریؒ اور عمل بالحدیث

محدثین میں جس طرح تبحر علمی پائی جاتی تھی اسی طرح وہ گرویدۂ عمل بھی تھے۔ امام احمدؒ بن حنبل فرماتے ہیں، میں نے کوئی حدیث نہیں پڑھی مگر اس پر میں نے عمل بھی کیا ہے۔ امام وکیعؒ فرماتے ہیں۔ مگر تم حدیث کو یاد رکھنا چاہتے ہو۔ تو اس پر عمل کرو اسی طرح علامہ ابراہیمؒ بن اسماعیل فرماتے ہیں کہ ہم حفظ حدیث پر عمل سے مدد لیا کرتے تھے۔ علامہ سیوطیؒ تدریب فرماتے ہیں۔ طالب حدیث کے لیئے ضروری ہے کہ آداب وفضائل اعمال میں جو احادیث سنے اس پر عمل بھی کرے یہ حدیث کی زکوٰۃ ہے اور یادِ حفظ ہونے کا سبب ہے۔ امام بخاریؒ تیراندازی کی احادیث کو الجامع الصحیح میں صرف نقل ہی نہیں کرتے، بلکہ اس پر ان کا عمل بھی تھا۔ وراق بخاری کہتے ہیں کہ میں نے کبھی امام بخاریؒ کے تیر کو خطا کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ حالانکہ میں مدتوں ان کی صحبت میں رہا ہوں۔ ایک دفعہ امام بخاریؒ کا ایک تیر پل کی میخ کو اس طرح لگا کہ پل کو نقصان ہوا۔ امام بخاریؒ سواری سے اترے اور تیر کو نکالا اور بڑا افسوس کیا کہ یہ نقصان پورا کرنا ضروری ہے۔ وراق کو کہا جاؤ اور پل کے مالک کو کہو کہ اگر تم اجازت دو تو پل کو اسی طرح بنا دیتے ہیں جیسے تھا یا آپ اس نقصان کی قیمت لے لیں اور ہمیں معاف کر دیں پل کے مالک حمید بن الاخضر نے کہا کہ امام بخاریؒ کو میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ میرا کل مال اور میری ساری دولت آپ پر قربان ہو۔ امام بخاریؒ یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور اسی خوشی میں انہوں نے ایک سو درہم غرباء اور مساکین میں تقسیم کیئے۔ اور اسی خوشی میں پانچ سو احادیث روایت کیں۔ شہر بخارا کے باہر ایک مہمان

سرا بنوایا تھا۔ اس کی تعمیر میں خود امام بخاریؒ بھی اینٹیں اٹھاتے تھے۔ کسی نے امام بخاریؒ سے کہا کہ آپ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں فرمانے لگے ھٰذا الذی ینفعنی یہ چیز مجھے نفع دیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھوں سے خندق کھودتے تھے اور مسجد نبوی کی تعمیر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اینٹیں صحابہ کے ساتھ اٹھاتے تھے اور فرماتے تھے

اللھم لا عیش الا عیش الاخرہ فاغفر الانصار والمھاجرہ

اس سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے امام بخاریؒ عمل کرتے تھے۔ امام بخاریؒ کا اس حدیث پر عمل تھا کہ پچھلی رات کو زیادہ سے زیادہ تیرہ رکعتیں پڑھتے ایک دن میں ایک رکعت وتر پڑھتے تھے (مقدمہ)

بخاری فرماتے ہیں۔ کہ انسان کو ایسی حالت بنانی چاہیئے کہ اگر وہ دربارِ الٰہی میں سوال کرے تو اس کا سوال رد نہ کیا جائے۔ یہ ایک جامع جملہ ہے جس میں حلال روزی سچ بولنا، خوفِ خدا، اخلاص، محبت اور فرائض کے ساتھ نوافل کی کثرت سب شامل ہیں۔ اور اس مشہور حدیث پر عمل کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں نوافل کے ساتھ انسان اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے۔ کہ اس کا کوئی فعل رضائے الٰہی کے منافی نہیں ہوتا۔ اور اس حدیث کا مصداق بن جاتا ہے۔ جس کو بخاریؒ نے ذکر کیا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انسان عمل میں اس حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ کہ اگر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا کرتے ہیں ـــــ نعم قال الشاعر

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے۔

امام بخاریؒ واقعتاً اس حدیث کا مصداق تھے۔ اور ان کو علم کے ساتھ عملی قوت نے اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیا تھا۔ خود بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دربارِ الٰہی میں دو باتوں کی درخواست کی خدا نے دونوں اسی وقت منظور کر لیں اس وقت مجھے یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ میری نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں مجھے مل جائے۔ اور آخرت گھاٹے میں رہے۔ اس لیئے میں نے درخواست کرنی چھوڑ دی۔ سنت کو مدنظر رکھتے ہوئے خادم کے ہوتے ہوئے خود ہاتھ سے کام کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ وراق بخاری کہتے ہیں کہ کتاب التفسیر کے لکھتے وقت رات کو پندرہ بیس دفعہ اٹھتے اور چقماق جلا کر حدیثوں پر نشان لگاتے۔ حالانکہ میں

ان کے پاس موجود ہوتا تھا۔ میں نے ایک روز عرض کیا کہ آپ مجھے جگا دیا کریں۔ میں چراغ جلا دیا کروں گا اور جو کام ہو آپ مجھے فرمایا کریں۔ امام بخاریؒ فرمایا کرتے کہ آپ جوان آدمی ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا ہوں کہ آپ کی نیند کو خراب کروں

"انت رجل شاب فلا احب ان افسد علیک نومک"

ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ بخاریؒ پروانہ شمع رسالت تھے۔ اسی سے ان کا لگاؤ تھا۔ اور اسی میں مرنا قبول سمجھتے تھے۔ سنت کے غیر سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسی حدیث کے لیئے ان کی زندگی مستعار تھی۔ اسی پر قربان کر دی

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

بقیہ : تعارف وتبصرہ

میں ان کا قلم جذباتی اور تخیل ہو گیا ہے عراقی صاحب کو چاہیے تھا۔ دونوں فریقوں کے دلائل کا تذکرہ کر کے محاکمہ کرتے۔ اور اپنے نتیجی مؤقف کے دلائل پیش کرتے۔ یہاں عراقی صاحب نہایت خاموشی سے موضوع کے بھاری پتھر کو چوم کر الگ ہو گئے۔ تاہم کتاب ہر اعتبار سے نہایت عمدہ قابلِ مطالعہ اور ہر لائبریری کی زینت بننے کے لائق ہے۔ نوجوان علماء اور نو آموز خطباء کے لیئے بے حد مفید ہم اپنے خواندگانِ محترم سے اس کے مطالعہ کی درخواست کریں گے

وی۔ پی، آرہا ہے؛ جن معاونینِ کرام کا سالانہ زرِ تعاون ختم ہو چکا ہے ان کے نام پرچہ بذریعہ وی، پی بھیجا جا رہا ہے۔ جس کا وصول کرنا ان کا دینی، جماعتی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔ بصورتِ دیگر تاخیر کا ادارہ ذمہ دار نہ ہو گا۔

(مینجر)